اردو (لازمی)	نہم 2016ء	پرچہ I: (انشائیہ طرز)
وقت: 2 گھنٹے 10 منٹ	(دوسرا گروپ)	کل نمبر: 60

(حصہ اوّل)

سوال 2:- درج ذیل نظم و غزل کے اشعار کی مختصر تشریح کیجیے (تین اشعار حصہ نظم سے اور دو اشعار حصہ غزل سے): (10)

(حصہ نظم)

(i)

ہر بول ترا دِل سے ٹکرا کے گزرتا ہے
کچھ رنگِ بیاں حالؔی ہے سب سے جُدا تیرا

جواب: تشریح:

الفاظ اپنے اندر بہت اثر رکھتے ہیں اور بات کرنے کا انداز کسی کسی کو نصیب ہوتا ہے۔ کچھ لوگ بہترین باتوں کو بھی اچھے انداز سے پیش کرنے کے فن سے آگاہ نہیں ہوتے اور کچھ لوگ بات کہنے کے فن سے اس قدر آگاہ ہوتے ہیں کہ معمولی سے معمولی بات بھی بڑے اثر آفریں لہجے میں کرتے ہیں، ان کی معمولی سی بات بھی دل میں گھر کر جاتی ہے۔ ایسے لوگ بات کرنے کا ڈھنگ جانتے ہیں۔ حالی اپنے کلام کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے حالؔی! تیرا بات کرنے کا انداز بڑا دلکش اور خوب صورت ہے۔ تمھاری کہی ہوئی ایک ایک بات سننے والے کے دل میں اتر جاتی ہے اور لوگ اس سے بہت اثر لیتے ہیں۔

(ii)

صبا بے شک آتی مدینے سے تُو ہے
کہ تجھ میں مدینے کے پھولوں کی بُو ہے

جواب: تشریح:

شاعر امیر مینائی کہتے ہیں کہ صبا جب چلتی ہے تو چاروں طرف خوشبو لیے ہوئے پھرتی ہے۔ وہ صبا سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ اے صبا! جب تو مدینے سے ہو کر آتی ہے تو تم میں بہت خوشبو رچی ہوتی ہے۔ بے شک تم میں خوشبو ضرور ہوگی، کیوں کہ تم میرے محبوب حضرت محمد

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی گلیوں سے ہو کر آئی ہو۔ تجھ میں ان گلیوں کی خوشبو شامل ہے یہی وجہ ہے کہ تو خوشبو سے بھری ہوئی ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ اے صبا تو کتنی خوش قسمت ہے کہ تجھ سے مدینے کی خوشبو آتی ہے۔

(iii) پڑتے ہیں پانی ہر جا جل تھل بنا رہے ہیں
گلزار بھیگتے ہیں سبزے نہا رہے ہیں

جواب: تشریح:

جواب کے لیے دیکھیے پرچہ 2016ء (پہلا گروپ)، سوال نمبر 2(iii)۔

(iv) ڈالی گئی جو فصلِ خزاں میں شجر سے ٹوٹ
ممکن نہیں ہری ہو سحابِ بہار سے

جواب: تشریح:

شاعر علامہ اقبالؒ کہتے ہیں کہ جو ٹہنی خزاں کے موسم میں درخت سے ٹوٹ کر الگ ہو جاتی ہے وہ موسمِ بہار اور برسات میں بھی سرسبز نہیں ہوتی۔ علامہ اقبالؒ نے اس نظم میں فرد اور ملّت کے رشتے کی وضاحت کی ہے۔ اُنھوں نے واضح کیا ہے کہ فرد ٹہنی ہے اور ملّت درخت۔ جس طرح ٹہنی کی سرسبزی و شادابی درخت کے ساتھ رہنے میں ہے اسی طرح انسان کی عزت قوم سے وابستہ رہنے میں ہی ہے۔ جو انسان قوم سے اپنی وابستگی توڑ لیتا ہے تو اس کی نشوونما اور ترقی رک جاتی ہے۔ اگرچہ بہار آئے اور بارش برس کر موسم کو خوشگوار بنا دے تو بھی ٹوٹی ہوئی شاخ موسمِ بہار میں ہری نہیں ہوتی، کیوں کہ اُس کی پرورش کے لیے ضروری ہے کہ وہ درخت کے ساتھ منسلک ہو۔ اسی طرح فرد کی کامیابی اور سرخ روئی بھی قوم اور اُمّت کے ساتھ منسلک رہنے میں ہے۔ اگر وہ برے حالات میں امت کا ساتھ نہیں چھوڑے گا تو اچھے وقت کے ثمرات بھی سمیٹنے کا حق دار ہو گا۔

(حصہ غزل)

(v) نازکی اُس کے لب کی کیا کہیے
پنکھڑی اِک گلاب کی سی ہے

جواب : تشریح:

میر تقی میر کا کہنا ہے کہ میرے محبوب کے لب کی ملائمت کے کیا کہنے' جیسے گلاب کے پھول کی پتی ہو۔ وہ اپنے محبوب کے حسن و جمال اور خوب صورتی کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میرا محبوب بڑا ہی حسین و جمیل ہے۔ وہ اپنے محبوب کے ہونٹوں کی تعریف کرتے ہیں اور اپنے محبوب کے ہونٹوں کی نزاکت کو گلاب کی پتیوں سے تشبیہ دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جس طرح گلاب کی پتیاں نرم و نازک اور سُرخی مائل ہوتی ہیں اِسی طرح میرے محبوب کے ہونٹ بھی نرم و ملائم اور سُرخی لیے ہوئے ہیں۔

(vi) مزا غم کے کھانے کا جس کو پڑا
وہ اشکوں سے ہاتھ اپنا دھویا کیا

جواب : تشریح:

شاعر کہتا ہے کہ جسے غم سہنے اور برداشت کرنے کی عادت ہو جاتی ہے وہ پھر غم کے بغیر رہ نہیں سکتا۔ اسے غم میں ہی مزا آتا ہے اور خوشی اس کے لیے بے معنی سی چیز ہو جاتی ہے۔ جس طرح انسان اگر کسی چیز کا عادی ہو جائے اور وہ اس کے بغیر رہ نہیں سکتا ہے' اس طرح یہ چیز نشے سے تعبیر کی جاتی ہے کہ وہ انسان غم کا اس قدر عادی ہو جاتا ہے کہ غم کے اثرات اس پر ظاہر نہیں ہوتے۔

(vii) دن زندگی کے ختم ہوئے شام ہو گئی
پھیلا کے پاؤں سوئیں گے کُنج مزار میں

جواب : تشریح:

شاعر بہادر شاہ ظفر چونکہ قید میں ہے' پریشان ہے اور اپنی زندگی کے آخری دن بڑی مفلسی اور بے چارگی میں گزار رہا ہے۔ اسے اس دنیا میں کچھ پسند نہیں۔ برما کے شہر رنگون میں قید بہادر شاہ ظفر مصائب جھیلتے جھیلتے خود کو دلاسہ دے رہے ہیں کہ یہ زندگی کے آخری لمحات ہیں۔ اب زندگی کے دن ختم ہونے والے ہیں اور موت آنے والی ہے۔ میں نے جو پریشانیاں اور تکالیف دیکھی ہیں وہ سب قبر میں ختم ہو جائیں گی اور میں قبر کے ایک کونے میں پڑا بے فکر ہو کر سوؤں گا۔ شاعر موت کو اپنی نجات کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔

سوال 3: درجِ ذیل نثر پاروں کی تشریح کیجیے۔ سبق کا عنوان، مصنف کا نام اور خط کشیدہ الفاظ کے معانی بھی لکھیے۔ (5,5)

(الف) تشریف آوری کی خبر مدینے میں پہلے پہنچ چکی تھی۔ تمام شہر ہمہ تن چشمِ انتظار تھا۔ معصوم بچے فخر اور جوش میں کہتے پھرتے تھے کہ پیغمبر ﷺ آ رہے ہیں۔ لوگ ہر روز تڑکے سے نکل نکل کر شہر کے باہر جمع ہوتے اور دوپہر تک انتظار کر کے حسرت کے ساتھ واپس چلے آتے۔

جواب: حوالہ متن:

سبق کا عنوان: ہجرتِ نبوی ﷺ مصنف کا نام: علامہ شبلی نعمانی

مشکل الفاظ کے معانی:

تشریف آوری:	آمد
ہمہ تن:	شدت سے/توجہ سے
چشمِ انتظار	انتظار کے لیے نظریں لگائے
تڑکے:	صبح صبح

تشریح:

جو لوگ مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے آئے تھے انھوں نے اسلام کی باتوں کو مدینہ منورہ میں خوب پھیلایا، جس سے لوگ جوق در جوق حلقۂ ایمان میں شامل ہوتے گئے۔ ان مہاجر مسلمانوں کے بعد حضرت محمد ﷺ کے مدینے جانے کی اطلاع مدینہ میں پہلے پہنچ چکی تھی۔ پورا مدینہ شہر مکمل توجہ اور تیاری سے آپ ﷺ کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کہ پورے مدینہ شہر کی آنکھیں صرف ایک ہی ہستی کو دیکھنے کی منتظر ہیں۔ سب کی آنکھیں صرف ایک ہی نورانی چہرے کی زیارت کرنے کے لیے بے تاب ہیں اور نہ صرف بڑے،

بلکہ چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں میں بھی یہ جوش تھا۔ وہ فخر سے یہ کہہ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام سنانے والے اللہ تعالیٰ کے خاص بندے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لا رہے ہیں۔

لوگوں کے انتظار کی شدت کا یہ عالم تھا کہ ہر روز صبح سویرے نکل کر مدینہ شہر سے باہر حضرت محمد ﷺ کا استقبال کرنے کے لیے اکٹھے ہو جاتے تھے اور دوپہر تک انتظار کر کے مایوس ہو کر واپس چلے جاتے۔

(ب) منشی صاحب دوست تھے اور لیکچرار صاحب پڑھانے میں مستغرق، حاضری کی تکمیل میں کچھ دشواری نہ تھی۔ اب آپ ہی بتائیں کہ "لا کلاس" میں شریک ہونے سے میرے کس مشغلے میں فرق آسکتا تھا؟ والد صاحب قبلہ خوش تھے کہ بیٹے کو قانون کا شوق ہو چلا ہے۔ کسی زمانے میں بڑے بڑے وکیلوں کے کان کترے گا۔

جواب: حوالۂ متن:

سبق کا عنوان: امتحان مصنف کا نام: مرزا فرحت اللہ بیگ

مشکل الفاظ کے معانی:

مستغرق: ڈوبا ہوا/مصروف

تکمیل: مکمل ہونا

دشواری: مشکل

کان کترنا: سبقت لے جانا

تشریح:

اس پیراگراف میں بتایا گیا ہے کہ مضمون نگار امتحان سے نہیں گھبراتا، کیونکہ وہ پڑھائی کی طرف بالکل توجہ نہیں دیتا اور کمرۂ امتحان میں امداد غیبی کا منتظر رہتا ہے۔ اسے اپنے ان دوستوں پر ہنسی آتی ہے جو امتحان کے دنوں میں سب کچھ بھول بھال کر امتحان کی تیاریوں میں مصروف رہتے

ہیں۔ مضمون نگار اپنے گھر والوں کو بھی دھوکا دیتا ہے۔ گھر والے سمجھتے ہیں کہ ہمارا بچہ الگ بیٹھ کر پڑھائی میں مصروف ہے، لیکن وہ میٹھی نیند کے مزے لوٹ رہا ہوتا ہے۔

مضمون نگار اس پیراگراف میں بیان کرتے ہیں کہ لوگ امتحان سے گھبراتے ہیں لیکن میرے نزدیک امتحان کی دو ہی صورتیں ہیں: فیل یا پاس۔ منشی صاحب دوست تھے، اسی وجہ سے حاضری لگ جاتی اور میں دوستوں کے ساتھ ٹہلتا رہتا۔ والد صاحب خوش تھے کہ مجھے پڑھنے کا شوق ہے، اس لیے میں ایک بڑا وکیل بن جاؤں گا اور مستقبل میں بڑے بڑے وکیلوں سے سبقت لے جاؤں گا۔

سوال :4- درجِ ذیل میں سے کوئی سے پانچ سوالات کے جوابات لکھیے: **(10)**

(i) دوستوں کو دیکھ کر غالب کی حالت کیا ہوتی تھی؟

جواب: دوستوں کو دیکھ کر غالب باغ باغ ہو جاتے تھے اور ان کی خوشی سے خوش اور غم سے غمگین ہو جاتے تھے۔

(ii) حضرت بی کون تھیں اور انھوں نے سلیم کو کیا نصیحت کی؟

جواب: حضرت بی چاروں لڑکوں کی نانی تھیں۔ انھوں نے سلیم کو نصیحت کی کہ بیٹا! اگرچہ تم نے مجھے سلام نہیں کیا، لیکن میں تمھیں دعا دیتی ہوں؛ جیتے رہو، عمر دراز ہو اور اللہ تعالیٰ نیک ہدایت دے۔ چونکہ تم میرے بچوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہو اس لیے میں نے تمھیں جتایا ہے۔

(iii) تجمل نے اختر کو کون سی خوشخبری سُنائی؟

جواب: تجمل نے اختر کو یہ خوشخبری سنائی کہ اُس کی تصویر کو ججوں نے اول انعام دیا ہے۔

(iv) مضمون نگار نے امتحان دیا تو کیا نتیجہ نکلا؟

جواب: مضمون نگار (مرزا فرحت اللہ بیگ) نے امتحان دیا تو نتیجہ یہ نکلا کہ کم ترین جملہ مضامین میں بدرجہ اعلیٰ فیل ہوا۔ معلوم نہیں کہ وہ کون سے شریف ممتحن تھے کہ انھوں نے دو نمبر دینے کا بھی احسان کر دیا ورنہ باقی ممتحنوں نے تو صفر ہی نمبر دیے۔

(v) ماسٹر جی کو چائے کیسے پیش کی گئی؟

جواب : ان دنوں گاؤں میں چائے بنانے کا رواج نہ تھا۔ چائے صرف مریضوں کو دی جاتی تھی۔ کوئی چائے بنانا بھی نہیں جانتا تھا، اس لیے ماسٹر جی کو آدھی کچی، آدھی پکی چائے پیش کی گئی، جو بہت بدمزہ تھی۔ ماسٹر جی نے ایک گھونٹ چائے پی کر باقی چائے رکھ دی۔

(vi) اللہ کا گدا کس میں مگن رہتا ہے؟

جواب : اللہ تعالیٰ کا گدا اپنی ہی کملی میں مگن رہتا ہے۔ یعنی وہ اپنے آپ میں مست رہتا ہے۔

(vii) شاعر کے دل میں کیا حسرت اور آرزو ہے؟

جواب : شاعر کے دل میں حسرت ہے کہ میری جتنی بھی زندگی ہے وہ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے در پر بسر ہو اور جب مجھے موت آئے تب بھی میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی چوکھٹ پر ہی ہوں، یعنی میرا جینا اور مرنا نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ہی کے لیے ہو۔

(viii) میر نے "نیم باز آنکھوں کی مستی" کو کیا قرار دیا ہے؟

جواب : میر نے نیم باز آنکھوں کی مستی کو شراب کی مستی قرار دیا ہے۔

سوال 5:- کسی ایک سبق کا خلاصہ لکھیے: (الف) شاعروں کے لطیفے (ب) امتحان (5)

جواب :

(الف) شاعروں کے لطیفے

ایک دن میر تقی میر اور مرزا سودا کے کلام پر دو شخصوں کے درمیان جھگڑا ہوا تو اُن کے مرشد خواجہ باسط نے کہا کہ دونوں کے کلام میں صرف "آہ" اور "واہ" کا فرق ہے۔ میر صاحب کا کلام "آہ" ہے اور سودا کا کلام "واہ" ہے۔ پھر دونوں شاعروں کا ایک ایک شعر پڑھا۔ مرزا کے ایک طرف دار نے جب مرزا کو بتایا تو مرزا صاحب کہنے لگے "شعر تو میر کا ہے، لیکن خیالات اُن کی دایا کے لگتے ہیں۔"

ایک مشاعرے میں ایک بارہ تیرہ سال کے لڑکے نے یہ شعر پڑھا:

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

مرزا سودا نے شعر کی بہت تعریف کی اور کہا کہ یہ لڑکا جوان ہوتا نظر نہیں آتا۔ ان ہی دنوں وہ لڑکا جل کر مر گیا۔

ایک دن جرأت کسی جگہ بیٹھے تھے کہ انشاءاللہ خان ان کے پاس آئے اور پوچھا "آپ کس فکر میں ہیں؟" جرأت بولے "ایک مصرع ذہن میں ہے مگر دوسرا ابھی نہیں سوجھا۔" انشا کے اصرار پر جرأت نے یہ مصرع سنایا:

اس زلف پہ پھبتی شبِ دیجور کی سوجھی

سید انشا فوراً بولے:

اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

جرأت انشا کو مارنے دوڑے کیوں کہ جرأت نابینا تھے۔

ایک مشاعرے میں شیخ امام بخش ناسخ دیر سے پہنچے۔ لوگوں نے کہا کہ مشاعرہ ختم ہو چکا ہے۔ شیخ صاحب فوراً بولے:

جو خاص ہیں وہ شریکِ گروہِ عام نہیں
شمار دانۂ تسبیح میں امام نہیں

چونکہ ان کا نام بھی امام بخش تھا اس لیے سب نے تعریف کی۔

خواجہ حیدر علی آتش کے ایک شاگرد اکثر بے روزگاری کا رونا روتے رہتے تھے اور اپنے استاد سے کہتے تھے کہ میں کسی دوسرے شہر چلا جاؤں گا۔ ایک دن بنارس جانے کا ارادہ کیا اور استاد سے کہا میں بنارس جا رہا ہوں، کوئی فرمائش ہو تو بتائیں۔ استاد نے کہا کہ وہاں کے اللہ کو میرا سلام کہنا۔ شاگرد نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ ایک ہی ہے۔ خواجہ صاحب بولے تو پھر قسمت میں جو ہے وہ اللہ تعالیٰ یہاں بھی دے دے گا۔ اس کے لیے شہر کیوں چھوڑتے ہو؟ بات شاگرد کی سمجھ میں آ گئی اور اس نے جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

ایک دن دربار میں ابراہیم ذوق حاضر تھے۔ ایک مرشد زادے کسی کا پیغام لے کر آئے۔ انھوں نے آہستہ سے بادشاہ سے کچھ کہا اور رخصت ہوئے۔ کلیم حسن اللہ خان نے صاحبِ عالم سے کہا۔ اس قدر جلدی آنا اور جانا کیا معنی رکھتا ہے۔" صاحبِ عالم نے کہا:

اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی چلے

بادشاہ نے استاد کی طرف دیکھ کر کہا دیکھیں کیا مصرع ہوا ہے؟ استاد فوراً بولے:

لائی حیات، آئے، قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی چلے

کسی شخص نے مرزا غالب سے کہا کہ آپ کی کتاب "قاطعِ بُرہان" کے بارے میں لوگوں نے بہت گستاخیاں کی ہیں، آپ انھیں جواب کیوں نہیں دیتے۔ مرزا بولے: بھائی اگر کوئی گدھا تمھیں لات مارے تو تم اس کا کیا جواب دو گے۔

(ب) امتحان

خلاصہ:

مصنف کے خیال میں جو لوگ امتحان سے گھبراتے ہیں ان پر مصنف کو ہنسی آتی ہے۔ آخر امتحان میں ایسی گھبراہٹ کی کون سی بات ہے؟ دو ہی صورتیں ہیں: پاس یا فیل؟ اس سال کامیاب نہ ہوئے تو اگلے سال سہی۔ امتحان کے قریب اپنے ہم جماعتوں کو دیکھتا ہوں تو ان کے ہوش و حواس خراب ہونے لگتے ہیں۔ صورتیں کمزور ہو جاتی ہیں جبکہ مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اُمیدواروں کا مجمع نئی نئی صورتیں، عجیب خیالات، دل چاہتا ہے تمام عمر امتحان ہو جائے، لیکن پڑھنے کی شرط نہ ہو۔

مصنف اپنے امتحان کا قصہ سناتے ہوئے کہتا ہے کہ میں نے دو سال میں لاء کورس پورا کیا، مگر اس طرح کہ شام کو یاروں کے ساتھ ٹہلنے چلا جاتا، واپسی پر کلاس میں جھانک آتا۔ منشی صاحب، دوست اور لیکچرار صاحب پڑھانے میں غرق، حاضری کی تکمیل میں کوئی پریشانی نہ تھی۔ والد صاحب الگ خوش کہ بیٹے کو قانون کا شوق ہو چلا ہے ہم بے فکر کہ دو سال تو آرام کریں گے۔

امتحان کا وقت قریب آیا تو والدین سے تقاضا کیا کہ پڑھنے کے لیے الگ کمرہ مل جائے تو تیاری کروں۔ بڑی بی نے اپنا کمرہ خالی کر دیا۔ میں رات جلد ہی دروازہ بند کر کے سو جاتا اور گھر والے سمجھتے کہ پڑھائی میں مصروف ہوں۔ جب امتحان کے دن قریب آئے تو میرے والد صاحب بولے کہ تم نے محنت کی ہے اس لیے امتحان میں شرکت ضرور کرو۔ کامیابی اور ناکامی تو اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہے۔

امتحان کے دن کمرۂ امتحان میں پہنچا تو مجھے خیال آیا کہ غیبی مدد میسر آ ہی جائے گی۔ کوئی نگران مدد کر دے گا یا کم حیثیت ملازم پیسوں کے لالچ میں پرچہ حل کرا دے گا یا پرچہ کسی کے ساتھ تبدیل کرا دے گا۔ مجھے بیٹھنے کی جگہ نہیں مل رہی تھی۔ آخر نگران نے مجھے بٹھا دیا۔ پرچہ تقسیم ہوا، مگر مضمون کا مجھے پتا ہی نہیں۔ نگران سے پوچھنے ہی والا تھا کہ گارڈ صاحب نے اپنے پرچے پر دھیان دینے کو کہا۔ گارڈ سے سوال کا جواب پوچھا تو اس سے جواب نہ ملا۔ اس طرح چھ گھنٹے پرچے کے لیے بیٹھنا مشکل تھا۔ آدھے گھنٹے بعد ہی کمرۂ امتحان سے باہر آ جاتا۔ والد محترم روزانہ گیارہ بجے ہی آ کر بیٹھ جاتے تھے۔ میں والد صاحب سے پرچہ مشکل ہونے کی شکایت کرتا، لیکن وہ ہر بات پہ تسلی دے دیتے۔ میرے لیے سفارش بھی کروائی، لیکن بے سود۔ ممتحن نے سفارش ماننے سے انکار کر دیا۔ جب نتیجہ آیا تو مجموعی طور پر دو ہی نمبر حاصل کیے تھے۔ والد صاحب نے ممتحنوں کو بُرا بھلا اور مجھے آئندہ سال دوبارہ امتحان دینے کے لیے کہا۔ اس طرح ایک اور سال فرصت کے لیے مل گیا۔

سوال :6۔ نظم ''نعت'' کا مرکزی خیال/ خلاصہ لکھیے اور شاعر کا نام بھی لکھیے۔ (5)

جواب : شاعر کا نام: امیر مینائی

مرکزی خیال:

نظم ''نعت'' میں شاعر ''امیر مینائی'' مدینہ سے محبت کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے کہ صبا میں مدینے کے پھولوں کی خوشبو آتی ہے، پرندوں کے تذکرے میں ان کی گفتگو ہے، پاک در پر

جینا مرنا میری آرزو ہے، انھی کے جلوے دنیا میں چار سُو ہیں اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ میں مٹ جانا میری آبرو ہے۔

خلاصہ:

شاعر "نعت" میں حضور ﷺ کی تعریف بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ صبح کی ہوا میرے لیے صرف ہوا نہیں، مدینے کے پھولوں کی خوشبو ہے اور یہ خوشبو میرے لیے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی ہے۔ پرندوں کی آوازوں میں بھی حضور پاک ﷺ کا ذکر اور گفتگو ہے۔ میری خواہش ہے کہ آپ ﷺ کے روضے پر حاضری دوں اور پھر عمر بھر وہیں کا ہو کر رہ جاؤں۔ ہر طرف محمد ﷺ کا جلوہ دکھائی دیتا ہے۔ دل میں سوچتا ہوں تو ہر طرف آپ ﷺ ہی دکھائی دیتے ہیں۔ میں یہاں ہوں اور آپ ﷺ کا نور مدینہ میں ہے۔ نبی پاک ﷺ کی ذات بالکل بے داغ ہے۔ آپ ﷺ دنیا میں رحمت بن کر تشریف لائے۔

سوال :7- والدہ صاحبہ کے نام ایک خط تحریر کیجیے جس میں گرمیوں کی تعطیلات میں اُن کے پاس چھٹیاں گزارنے کے بارے میں لکھیے۔ (10)

جواب : کمرۂ امتحان

12 اپریل 2016ء

محترمہ امی جان!

السلام علیکم۔ کل آپ کا خط موصول ہوا۔ آپ سب کی خیریت جان کر دلی خوشی ہوئی۔ آپ نے مجھ سے گرمیوں کی تعطیلات کے بارے میں پوچھا تھا کہ وہ کب تک متوقع ہیں۔ گرمیوں کی تعطیلات جون کے مہینے میں ہوا کرتی ہیں۔ امید ہے کہ جون کی دس بارہ تاریخ تک تعطیلات ہو جائیں گی اور میں فوراً آپ کی خدمت میں پہنچنے کی کوشش کروں گا۔ گھر آکر ابا جان کا ہاتھ

بتاؤں گا اور کاشت کاری میں ان کی مدد کروں گا۔ مجھے ہر وقت آپ کی صحت کا خیال رہتا ہے۔ اللہ کرے کہ آپ کا سایہ ہمیشہ ہمارے سر پر قائم رہے اور ہم آپ کی دعاؤں کی برکت سے اس قابل ہو جائیں کہ ملک اور قوم کی خدمت کر سکیں۔ میں ہر نماز میں آپ کے لیے دعا مانگتا ہوں۔ آپ کی دعاؤں نے مجھے اس مقام تک پہنچایا ہے اور آئندہ بھی میری ترقی میں رفیق رہیں گی۔ ابو جان کو میرا اسلام۔

والسلام
آپ کا بیٹا
الف۔ب۔ج

یا

ہیڈ ماسٹر صاحب/ ہیڈ مسٹریس صاحبہ کے نام سرٹیفیکیٹ کے حصول کی درخواست لکھیے۔

جواب: بخدمت جناب ہیڈ ماسٹر / ہیڈ مسٹریس صاحب، گورنمنٹ مسلم ہائی سکول، لاہور

جنابِ عالی!

مؤدبانہ گزارش ہے کہ فدوی آپ کے ادارے میں تعلیم حاصل کر رہا ہے اور جماعت نہم کا طالبعلم ہے۔ والد صاحب سرکاری ملازم ہیں اور ان کا گوجرانوالہ تبادلہ ہو گیا ہے۔ تمام اہلِ خانہ وہاں منتقل ہو رہے ہیں۔ براہِ مہربانی کریکٹر سرٹیفکیٹ جاری کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں تاکہ کسی ادارے میں داخلہ لے کر تعلیم جاری رکھ سکوں۔

عین نوازش ہو گی۔

العارض
آپ کا تابع فرماں
ا۔ب۔ج

مورخہ 22 اپریل 2013ء

سوال 8: ''گیدڑ کی مکاری'' کے عنوان پر کہانی تحریر کیجیے۔ (5)

جواب: ''گیدڑ کی مکاری''

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی جنگل میں ایک ہاتھی رہتا تھا۔ اسی جنگل میں ایک طرف گیدڑوں کا ایک غول بھی رہا کرتا تھا۔ جب ہاتھی اپنی سونڈ کو ہلاتا' جھومتا ہوا چلتا تو گیدڑ دور سے ہی اس کے گوشت کے مزے لیتے' کہ کب اس کے گوشت سے لطف اندوز ہوں گے۔

ایک رات سب گیدڑ جمع ہوئے اور ہاتھی کو مارنے کے بارے میں سوچنے لگے۔ آخر کار ایک بوڑھے گیدڑ نے حامی بھر لی کہ تم کو مردہ گوشت کی بجائے زندہ ہاتھی کا گوشت کھلاؤں گا۔ سارے گیدڑ خوش ہو گئے اور اسے لیڈر مان لیا۔

رات کا وقت تھا۔ ہاتھی جنگل میں ٹہل رہا تھا۔ وہی بوڑھا گیدڑ اس کے قریب آیا اور بڑے ادب سے سلام کر کے بولا: ''ہم سب گیدڑوں نے فیصلہ کیا ہے کہ اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو ہم آپ کو اپنا بادشاہ بنائیں اور آپ کی حکومت میں چین کی زندگی بسر کریں۔''

ہاتھی نے گیدڑ کی بات سنی تو خوش ہوا اور کہا کہ منظور ہے۔ ہاتھی گیدڑ کے ساتھ چل پڑا۔ گیدڑ اُسے ایسی جگہ لے گیا جہاں دلدل تھی۔ گیدڑ ہلکا پھلکا جانور چھلانگیں لگاتا ہوا دلدل پر چلنے لگا۔ ہاتھی بادشاہت کے نشے میں دلدل میں اترا اور دھنس گیا۔ ہاتھی پھنس کر نہ آگے کا رہا نہ پیچھے کا۔ ہاتھی نے گیدڑ سے پوچھا کہ اب کیا کروں تو گیدڑ نے کہا: آپ کہیں تو فوج کو بلا لوں؟ ہاتھی نے کہا بلا لو۔ اُس نے سب گیدڑوں کو بلایا۔ گیدڑوں نے خوب مزے لے کر ہاتھی کو نوچ کھایا۔

یا

مریض اور طبیب کے درمیان مکالمہ تحریر کیجیے۔

جواب: **''مریض اور طبیب (ڈاکٹر) کے درمیان مکالمہ''**

(اسلم کے پیٹ میں سخت درد ہے۔ اور وہ بہت تکلیف میں ہے۔ ڈاکٹر کے پاس تکلیف میں آتا ہے۔ اپنی باری کا انتظار کرتا ہے۔)

ڈاکٹر: آؤ بھئی کیا ہوا ہے! تم سیدھے کیوں نہیں کھڑے ہوتے؟

اسلم: ڈاکٹر صاحب! میرے پیٹ میں سخت تکلیف ہے' جس کی وجہ سے سیدھا کھڑا نہیں ہوا جا رہا۔

ڈاکٹر: تم نے کیا کھایا تھا جس کے بعد تمھارے پیٹ میں تکلیف شروع ہوگئی؟

اسلم: روٹی کھائی تھی۔

ڈاکٹر: کیا وہ جلی ہوئی تھی؟

اسلم: جی ہاں ڈاکٹر صاحب! روٹی جلی ہوئی تھی۔ اب درد برداشت سے باہر ہے۔

ڈاکٹر: یہ لو گولیاں پانی سے ابھی کھالو۔ یہ ہاضمے کی گولیاں اور درد کی گولیاں ہیں۔ جلد ہی آرام آجائے گا۔

اسلم: شکریہ ڈاکٹر صاحب! کیا میں اب گھر جا سکتا ہوں؟

ڈاکٹر: آئندہ کوئی خراب یا جلی ہوئی چیز مت کھانا۔ دوائی دے رہا ہوں اسے وقت پر کھانا۔

اسلم: شکریہ ڈاکٹر صاحب! السلام علیکم۔

ڈاکٹر: وعلیکم السلام

سوال 9:- درج ذیل جملوں کی دُرستی کیجیے: (5)

(i) میری قلم کس کے پاس ہے؟

دُرست: میرا قلم کس کے پاس ہے؟

(ii) امجد، اسلم اور خرم آیا۔

دُرست: امجد، اسلم اور خرم آئے۔

(iii) دوڑ دوڑ کر عابد کا سانس پھول گیا۔

دُرست: دوڑ دوڑ کر عابد کی سانس پھولی ہوئی ہے۔

(iv) نوید چھت کے اوپر کھیل رہا ہے۔

دُرست: نوید چھت پر کھیل رہا ہے۔

(v) آپ کو یہ کس نے کہا تھا؟

دُرست: آپ سے یہ کس نے کہا تھا؟

یا

درجِ ذیل جملوں کی تکمیل کیجیے:

(i) زبانِ خلق کو۔۔۔۔۔

مکمل: زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو۔

(ii) اُلٹے بانس۔۔۔۔۔

مکمل: اُلٹے بانس بریلی کو۔

(iii) آپ آئے۔۔۔۔۔

مکمل: آپ آئے بھاگ آئے۔

(iv) صورت نہ شکل۔۔۔۔۔

مکمل: صورت نہ شکل بھاڑ سے نکل۔

(v) سوت نہ کپاس جولاہے سے۔۔۔۔۔

مکمل: سوت نہ کپاس جولاہے سے لٹھم لٹھا۔